فلسفۂ آلِ محمدؐ

یعنی

کراماتِ درود شریف

باپ دادا کا دین

ہم شیخ سعدیؒ کی گلستان و بوستان سات سو سال تک بطور نصاب پڑھتے رہے - ہمارے علماء ہزار سال سے بخاری مسلم ترمذی پڑھتے ہیں - اور نہیں جانتے کہ

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۲:۱۳۴

ترجمہ - وہ (اسلاف صالحین) ایک نسل تھی جو گذر گئی - اُن کو اُن کے کئے کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے کئے کا تم سے نہ پوچھا جائیگا وہ کیا کر گئے؟

بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کے ملفوظات کو ہدایت جاننے والوں کو قرآن کا یہ جواب نہ بھولنا چاہیئے کہ نسلی مسلمان کوئی چیز نہیں - ہر شخص کو اپنی عقل سے کام لے کر اپنے رب کے احکام اپنے رسول کی معرفت آنے والی کتاب قرآن سے حاصل کرنا چاہیئے جو یہ نہ کر سکے وہ جہالت کی موت مرتا ہے -

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کراماتِ درُود شریف

علامہ اقبالؔ فرماتے ہیں :

چوں بنامِ مصطفیٰؐ خوانم درود		از خجالت آب می گردد وجود

یعنی موصوف کو درود پڑھ کر شرمندگی ہوتی تھی، مگر کیوں؟

میرا لڑکا پوچھنے لگا کہ جب رسُول اللہؐ کا نام لیا جائے تو درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ درود نہ آتا ہو تو اپنے انگوٹھے چوم لیں (چوم کر دکھائے) لیکن جب اللہ کا نام لیا جائے جو اُن سے بھی بڑا ہے تو کیا کیا جائے؟

مَیں نے پوچھا انگوٹھے چُومنے کا حکم کس نے دیا ہے، بولا مولوی صاحب نے، مَیں نے کہا پھر اُنہی سے پوچھو، کہنے لگا اُن کو بھی پتہ نہیں ہے۔

ایک مشہور قلندر کی سوانح میں پڑھا تھا کہ جذب کے عالم میں ہمیشہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز پڑے رہتے، کھانے پینے حتیٰ کہ نماز کے لئے بھی نہ اُٹھتے۔ لوگ کلمہ پڑھتے، اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے، جھنجھوڑتے مگر وہ متوجہ نہ ہوتے۔

اتنے میں کوئی پیچھے سے آکر درود شریف پڑھ دیتا، تو اُٹھ کر ناچنے لگتے اُسے سینے سے لگا لیتے اُس کا مُنہ چومتے اور فرماتے کہ تو نے میرے محبوب کا نام لیا ہے تو بھی میرا محبوب ہے آپ ایک بہت بڑے مجذوب تھے ـــــ اُن سے پہلے کسی عاشقِ رسُول نے فرمایا تھا "با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار" یعنی خُدا کی زیادہ پرواہ نہ کرو، مگر محمد کا نام سُن کر ہوشیار ہو جایا کرو۔ اور اسی پر موصوف کا عمل تھا۔

کہتے ہیں ہم جتنا زیادہ درود بھیجیں گے اتنی ہی زیادہ فضیلت حاصل ہوگی روایت ہے کہ جو درود ہم بھیجتے ہیں وہ طباق میں رکھ کر صبح و شام محمد مصطفیٰؐ کے حضور قبر میں پیش کیا جاتا ہے اور درود بھیجنے والے کا نام محبانِ اہلِ بیت یا عاشقانِ آلِ محمد میں لکھا جاتا ہے یہ معاملاتِ عشق ہیں۔ [لطف]

چنانچہ ہندی مسلمانوں کے لئے خدا سے زیادہ محمد سے محبّت کرنا لازم قرار پایا اسے عشقِ رسول کہا جاتا ہے۔ اور اسی عشق کے اِظہار کے لئے ہم کو درود شریف سکھایا گیا ہے

درود اور قرآن

درود کا ذکر قرآن میں نہیں ہے یہ ایک فارسی لفظ ہے جس کا مصدر دُرودن ہے، جڑ کاٹنا، فصل کاٹنا، اور اس کا کوئی متبادل اُردو یا ہندی میں موجود نہیں۔ ہم کو بتلایا جاتا ہے کہ عربی میں درود کو صلات یا صلوات کہا جاتا ہے لیکن قرآن میں صرف ایک جگہ یہ معنی استعمال ہوئے ہیں، باقی جگہ۔ کچھ اور ہی معنی لکھے گئے ہیں۔ مثلاً

(۱) ماکان صلاتھم عند البیت اِلّا مکاءً و تصدیہ۔ ۸/۳۵

ترجمہ: اِن کی (کافروں کی صلات) نماز کیا ہے۔ بس خانۂ کعبہ کے گرد سیٹیاں اور تالیاں بجانا اور پوجا پاٹ کرنا بھی صلات ہے۔

(۲) والطیر صٰفّٰت کل قد عَلِمَ صلاتھم و تسبیحہ۔ ۲۴/۴۱

ترجمہ: پرندے جو قطاروں میں اڑتے ہیں اپنی صلات (دُعا) اور تسبیح جانتے ہیں۔

ایک جگہ خود رسول اللہ کو صلات بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۳) وصلّ علیھم اِنّ صلاتک سکنٌ لھم۔ ۹/۱۰۳

ترجمہ:۔ ان لوگوں کو دعائیں دو، تمہاری دُعاء سے ان کو سکون خاطر حاصل ہوگا۔

یہاں صلّ کے معنی درود نہیں، حالانکہ یہ صلّ بھی وہی ہے جو ہم درود میں پڑھتے ہیں اللھمّ صَلِّ علیٰ محمّد شاید اللہ حکم دے "صَلّ" تو اس کے معنی دُعا کے ہوتے ہیں اور جب ہم اللہ کو حکم دیں تو صلّ کے معنی درود ہو جاتے ہیں۔

ایک جگہ نماز پڑھنے یا دُعا کرنے سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے

(۴) ولا تصلّ علیٰ اَحَدٍ منھم مات اَبداً ولا تقم علیٰ قبرہ۔ ۹/۸۴

ترجمہ:۔ اِن (منافقوں) میں سے کوئی مرے تو اُس کی نماز جنازہ پڑھو نہ اس کی قبر

۱؎ یہ نوازش ہمارے ایرانی پیرانِ طریقت کی ہے جو خدا کی بندگی کرتے کے بجائے اس سے عشق فرماتے تھے اور ہندی مسلمانوں کو رسول سے عشق کرنا سکھا گئے۔ انہی نے بتایا ہے کہ خود خدا بھی محمدؐ سے عشق فرماتا ہے ان کی خاطر یہ کائنات پیدا کی وغیرہ حالانکہ طفلِ مکتب بھی جانتا ہے کہ عشق صرف مَرد و زن میں ہوتا ہے جیسے لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد کا عشق مشہور ہے مگر پیر صاحبان مُریدوں سے بھی عشق فرماتے تھے۔ من تو شدم تو من شدی

پر کھڑے ہو مگر یہ نماز نہیں صرف بخشش کی دعا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر صلات بھیجنے کا وعدہ فرماتا ہے۔

(۵) اَلَّذِیْنَ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ، اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ۔ ۲/۱۵۷

ترجمہ:۔ جن لوگوں پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے یا مخلوق ہیں اور اُسی سے توبہ و استغفار کے ساتھ رجوع کرتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ صلات بھیجتا ہے اور رحم فرماتا ہے۔

مودودی صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے ''اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (راجعون) انہیں خوشخبری دیدو، اُن پر اللہ کی بڑی عنایات ہونگی اُس کی رحمت اُن پر سایہ کرے گی۔'' (ترجمۂ قرآن صفحہ ۴۴)

گویا اُن کو پسند نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ محمد کے سوا کسی پر درود بھیجے اس لئے صلوات کا ترجمہ درود کے بجائے بڑی عنایات لکھا تو اب دیکھیں کہ درود کا حکم کن الفاظ میں نازل ہوا ہے؟ — کہتے ہیں سورۂ احزاب کی آیت ۵۶ میں یصلّون اور صلّوا کے معنی درود شریف ہیں آیۂ کریمہ ہے:۔

(۶) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۳۳/۵۶) ترجمہ مودودی: خدا اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں پس اے مؤمنو تم بھی پیغمبر پر درود و سلام بھیجو۔

لیکن اِسی سورے میں چند آیات پہلے آیا ہے۔

(۷) هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۳۳/۴۳

مودودی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں: ''اللہ وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی ...... وغیرہ'' — ذرا غور سے دیکھئے یُصَلُّوْنَ (جمع) کے معنی ''درود بھیجتے ہیں'' اور یُصَلِّیْ (واحد) کے معنی رحمت فرماتا ہے، یقیناً معاملہ مشکوک ہے، ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ قرآن میں لفظ صلات اور اُس کے مشتقات، صلّ۔ صلّوا۔

صلی۔ یصلی۔ تصلی وغیرہ سو بار وارد ہیں، ہر جگہ ان کا ترجمہ نماز۔ دعا۔ عبادت وغیرہ کیا گیا ہے دو جگہ کسی خاص مصلحت سے جیسا کہ اُوپر اشارہ ہوا ہے۔ عنایات و رحمت لکھا ہے اور سارے قرآن میں فقط ایک جگہ سورۂ احزاب کی آیت ۵۶ میں صلّوا اور یصلّون کا ترجمہ درود کیا گیا ہے۔ اِس میں کیا بھید ہے۔ یہ کوئی ضرورت ہے یا شرارت۔ بیسویں صدی کے ختم پر جب کائنات کے تمام رازوں سے پردہ اُٹھ رہا ہے اس دجل کا بھی پردہ چاک ہو جانا چاہیئے آیئے قرآن کے متن کے لحاظ سے آیتِ کریمہ کو اپنے سیاق و سباق کے ساتھ پڑھیں اور یصلّون و صلّوا کے صحیح معنی متعین کریں۔

سہولت کے لئے ہم سُورۂ احزاب کی آیات ۵۳ تا ۵۷ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کھول کر سامنے رکھ لیجئے جن جملوں کو ہم نے حذف کر دیا ہے ان پر بھی غور کرتے رہیئے ہم کو صرف آیت ۵۶ کا صحیح ترجمہ معلوم کرنا ہے۔ ترجمہ:"

۵۳ اے ایمان لانے والو، نبی کے گھر میں بِلا اجازت نہ چلے جایا کرو۔ یہ بات نبی کو دُکھ دیتی ہے مگر وہ تکلّف کرتے ہیں اور اللہ سچ بات کہنے میں تکلّف نہیں کرتا . . . .

نبی کی بیویوں سے تمہیں کچھ مانگنا ہو تو باہر سے مانگ لیا کرو، تمہارے لئے مناسب نہیں کہ اپنے نبی کو دُکھ پہنچاؤ . . . .

۵۴ تم کیا چھُپاتے ہو اور کیا ظاہر کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

۵۵ عورتوں کو باپ، بیٹے، بھتیجے، بھانجے اور اپنی ہم جنس عورتوں اور لونڈیوں کے علاوہ سب سے پردے کی ضرورت ہوتی ہے . . . . (یعنی گھر میں وہ لاپروائی سے بیٹھی ہوتی ہیں)

۵۶ بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے یصلّون (تعریف کرتے یا داد دیتے ہیں نبی کے تحمل پر) پس اے ایمان لاتے والو تم بھی صلّو اپنے نبی کے لئے برکت رحمت و سلامتی طلب کرتے رہو، اور اُن کا حکم مانو جیسا کہ ماننا چاہیئے۔

۵۷ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو دُکھ دیں گے اُن پر اللہ تعالےٰ دُنیا و آخرت میں لعنت بھیجے گا اور سخت عذاب دے گا۔

عبارتِ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں درود کا کوئی موقعہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو رسول اللہ اور ان کے اہلِ بیت کا احترام کرنے کا حکم دے رہا ہے یعنی اسلامی معاشرے

کو چادر اور چار دیواری کا احترام سکھا رہا ہے جو عہدِ جاہلیہ کے معاشرے میں مفقود تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے مسلمانو! بے شک تمہارے رسول کوئی بادشاہ یا سلطان نہیں ہیں کہ پہرہ چوکی لگائیں۔ وہ تم سے کہتے حجاب کرتے ہیں کہ اُن کے گھر میں بے دھڑک نہ گھس جایا کرو، تمہیں خود اُن کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

یہاں سلّموا تسلیماً کا ترجمہ سلام بھیجو غلط اور مفسدانہ ہے اس کا مطلب ہے اُن کی حرمت تسلیم کرو جس طرح اللہ اور اُس کے فرشتے چاہتے ہیں یعنی حکم مانو، اور یہ حکم اُسی طرح تسلیم کرو جیسے کہ تسلیم کرنا چاہیے، یعنی اِسے فرض جانو۔[1]

قرآن کا ترجمہ قرآن حکیم کا پہلا ترجمہ ایران کے شیخ سعدی نے کیا تھا ہندوستان میں شاہ ولی اللہ نے اُسے سامنے رکھ کر اپنی فارسی میں شائع کروایا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ کا ترجمہ سعدی کی طرح نقل کر دیا" درود فرستید برا و سلام گوئید"

پھر اُن کے صاحبزادوں نے وہی اُردو میں منتقل کر دیا۔ لیکن شاہ عبدالقادر نے درود کی جگہ رحمت لکھا۔ ان کا ترجمہ ہے" رحمت بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔"

اِس سے معلوم ہوا کہ وہ درود کے شر کو سمجھ گئے تھے اور اسے ترجمے سے خارج کرنا چاہتے تھے۔ مگر لب کشائی کا موقعہ نہ تھا شاہ ولی اللہ کا حشر دیکھ چکے تھے کہ قرآن کا ترجمہ شائع کر ڈالنے کی پاداش میں شیعہ حکام نے اُن کے دونوں انگوٹھے تڑوا دیئے تھے۔

اُن کے سو سال بعد حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے درود کی جگہ رحمت لکھا مگر کسی وضاحت کی جسارت نہ کر سکے یہی ترجمہ ہمارے لئے چراغ ہدایت بن گیا۔ لکھتے ہیں:۔

بے شک اللہ تعالیٰ اور اُن کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ ([illegible])

مودودی صاحب نے یہ نکتہ نہیں دیکھا۔ اُن کی سیدی نے اجازت نہ دی کہ مسلمانوں کو درود کے چکر سے نکالا جائے۔

---

[1] سورۂ نساء آیت ۶۵ میں یہی حکم "یسلموا تسلیماً" وارد ہوا ہے وہاں لکھتے ہیں حکم مانو مگر سلموا تسلیماً پر اصرار ہے کہ یہ سلام بھیجنے کا حکم ہے۔ سُنا ہے عربوں نے اپنی غلطی تسلیم کرتی ہے مگر اس مضمون کی اشاعت کا حوصلہ نہیں ہے نہ تعاون کرنا گوارہ ہے یعنی وجدنا آباونا کا معاملہ ہے۔

درود اور حدیث یہ سچ ہے کہ درود شریف کا ذکر روایات کی تمام کتابوں میں موجود ہے حتیٰ کہ یہ موطا امام مالک و امام محمد میں بھی داخل کر دیا گیا ہے لیکن اس شرارت کا پتہ چلانا دشوار نہیں ہے۔ بخاری شریف میں دو متضاد روایات ہیں۔

۱۲۸۰۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ سے عرض کیا۔ آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جانتے ہیں مگر درود کیسے پڑھیں، تو فرمایا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

(یہ روایت انہی الفاظ میں موطا میں درج ہے) مگر بخاری کی یہ روایت دیکھئے۔ ۱۲۸۱۔ ابن ابی اوفیٰ سے مروی ہے کہ جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ لاتا تو آپ فرماتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ (ترجمہ، اے اللہ اس پر برکت و رحمت فرما) ایک روز میرے والد بھی صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی (ترجمہ اے اللہ ابی اوفیٰ کے بچوں کو برکت دے (رحمت فرما) بخاری ج ۳ ص ۲۹۶

اس روایت نے پہلی روایت کا بھرم کھو دیا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ صلّ صلّی اور یصلّون کے الفاظ کوئی جادو منتر یا خاص آسمانی دعا نہیں ہیں، نہ محمد اور آلِ محمد سے مخصوص ہیں۔ یہ دعائیہ کلمات ہم اور آپ بھی آپس میں ایک دوسرے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں بلکہ آپ اپنے دوستوں کو دعائیں دیجئے "صلّی اللہ علیکم۔ اللہ تم پر برکت و رحمت نازل فرمائے۔ یہ انگریزی God Bless you کا اسلامی بدل ہے یا کہئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَبِیْ وَ اُمِّیْ وَ ذُرِّیَّتِیْ یَا اَھْلَ بَیْتِیْ (اے اللہ میرے ماں باپ اور میری اولاد پر رحمت و برکت نازل فرما۔

واضح رہے کہ صحاح ستہ یا مؤطا میں درود کا جزوِ نماز ہونا درج نہیں ہے نہ ایسی کوئی روایت ہے جس سے معلوم ہو کہ اگلے تین سو سال میں کبھی کسی صحابی یا تابعی نے نماز میں درود پڑھا تھا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ پہلی روایت الحاقی ہے۔ رسول اللہ کا درود پڑھنا مضحکہ خیز ہے وہ خدا سے محمد اور آلِ محمد پر درود بھیجنے کو کیسے کہتے۔

یہ دُعا دراصل دیلمی بنی بُوَیہ کی ایجاد ہے اور انہی کے حکم سے ہماری تمام ابتدائی کتابوں میں داخل کی گئی ہے۔ کتابیں اُس زمانے میں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ معز الدولہ اور عضد الدولہ نے جہاں دوسرے مذاہب کی کتابوں کے ترجمے کروائے وہیں ابتدائی دور کی کتابوں کو نقل کروانے کا بھی انتظام کیا اور موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر اپنے مقصد کی چیزیں ان میں داخل کروادیں —— یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دیلمیوں کا تھوڑا سا تاریخی حال لکھ دیا جائے جن میں عضد الدولہ اور شریف الرضی جیسے قابل افراد گذرے ہیں۔ آخر الذکر نے سیّدنا علی مرتضیٰ کے نام سے ایک کتاب شائع کر دی۔ جس میں توریت انجیل کے ساتھ گیتا اور مہابھارت کے مضامین بھی مل جاتے ہیں، اور شاہ سلیمانؑ کی ضرب الامثال تو گویا خود علی مرتضیٰ عربی میں ترجمہ کر گئے تھے۔

دیلمی خدماتِ دین

ہم نے کہا ہے کہ درود شریف دیلمیوں نے ایجاد کیا تھا۔ اس لئے پہلے اُن کی مختصر تاریخ پڑھ لیجئے۔

بحرۂ اخزر (Caspian Sea) کے جنوبی ساحل پر بسنے والے مچھیرے دیلمی کہلاتے تھے ان کا ایک فرد بُوَیہ تھا اُس کے تین بیٹے اسلامی فوجوں میں بھرتی ہو گئے تا کہ عربوں کے فنونِ حرب وضرب سے واقف ہو جائیں۔ یہ لوگ عقیدتاً یخ تن پرست تھے اور خلافتِ عباسیہ اور اسلام کے سخت دشمن تھے تربیت کے بعد گھر لوٹے تو باغی ہو گئے، بڑے بھائی احمد بن بُوَیہ نے اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو جمع کر کے ایک فوج تیار کی اور آس پاس کے علاقوں پر حملے کر کے اُن کو جنگ کی تربیت دینے لگا۔

۹۱۳ء میں اُس نے جنوبی ایران پر حملہ کیا اور شیراز پر قبضہ کر لیا۔ مرکز کمزور ہو چکا تھا۔ عباسیوں نے کوئی کارروائی نہ کی تو ان کی ہمت بڑھ گئی اور وہ سارے ایران کے مالک بن بیٹھے ۹۴۵ء مطابق ۳۳۲ھ میں انہوں نے بغداد پر حملہ کر دیا خلیفہ مستکفی نے فوراً اطاعت قبول کر لی اور احمد بن بُوَیہ کو معز الدولہ (سلطنت کو عزت دینے والا) کا خطاب دیکر بغداد کا گورنر مقرر کر دیا اُس کے بھائیوں کو رکن الدولہ اور

عمادالدولہ کے خطاب دے کر اپنے وزراء میں شامل کر لیا

مگر دیلمی لٹیرے احسان ماننے والے نہ تھے۔ چند دن بعد وہ محلِ شاہی میں گھس گئے، خلیفہ کو گھسیٹتے ہوئے دربارِ عام میں لائے۔ وہاں سے سڑک پر لے گئے، پھر ڈنڈے مارتے ہوئے سارے شہر میں گھما کر اندھا کر دیا اور قید میں ڈال دیا۔ جہاں وہ سات سال تک ایڑیاں رگڑ کر مر گیا۔

انہوں نے کسی مجہول النسب شہزادے کو مطیع اللہ کا خطاب دیکر خلیفہ بنا دیا مگر اس شرط پر کہ وہ محل میں رہے، وظیفہ لے اور امورِ سلطنت میں مداخلت نہ کرے، جب کہا جائے تو معزالدولہ کے جاری کردہ فرمانوں پہ مہر لگا کر دستخط کر دے۔

دینی حکومت کا قیام | معزالدولہ نے دیکھا کہ خلیفۂ اسلام تین سو سال سے سنتِ رسول کے مطابق دنیاوی حکومت کے ساتھ دینی رہبری بھی کرتا ہے، یعنی نمازیں پڑھاتا ہے، خطبات دیتا ہے اور دینی قضیئے چکاتا ہے، اس طرح وہ عوام میں گھلا ملا رہتا ہے اور عوام اُس سے محبت کرتے ہیں۔

اسے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کسی دن خلیفہ نے دیلمی زیادتیوں کی شکایت بھرے جلسے میں کر دی تو بغاوت ہو سکتی ہے۔ پس طے کیا کہ خلیفہ کو دینی خدمات سے سبکدوش کر دیا جائے یعنی خلیفہ کا مذہبی تقدس ختم کر دیا۔

معزالدولہ نے احکام صادر فرمائے کہ آئندہ خلیفہ یا اُس کے عمال و حکام مساجد میں خطبات دینے اور نمازیں پڑھانے کے مجاز نہ ہونگے اس کام کیلئے علماء دین کا تقرر کیا جائیگا جو وارثانِ علومِ اہلِ بیت اور جانشینانِ نبوّت ہیں۔

اس نے شیعہ علماء کو حکم دیا کہ ہر مہینے اور موقعہ کے لحاظ سے مختلف خطبات جمعہ و عیدین و نکاح تیار کریں۔ ان میں فلسفۂ آلِ محمد کی اشاعت کا خاص لحاظ رکھا جائے یعنی رسول اللہ کے چار مخصوص رشتے داروں کا جو شیعہ دنیا میں قابلِ پرستش ہیں۔ نمایاں طور پر ذکر کیا جائے ان کی مدح و ثناء کو عین عبادت تبلایا جائے۔ ہو سکے تو کسی قرآنی آیت سے اُسکی توثیق کی جائے اور بے شمار روایات سے اِسکو تقویت دی جائے یہ کام

ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا جائے کہ عام آدمی محسوس نہ کر سکے کہ اسے توحید سے ہٹا کر پنج تن پرستی و شخصیت پرستی سکھائی اور مشرک بنایا جا رہا ہے۔

مقصد یہ تھا کہ یہ عقیدہ بار بار دُہرا کر طرح طرح سے پیش کر کے جاہل عوام اور بچوں کے دماغوں میں مرتسم کر دیا جائے کہ پنج تن پاک کی یاد ہی اصل اسلام ہے تاکہ آئندہ نسلیں پھر کبھی توحید اور اللہ واحد سے رجوع نہ کر سکیں۔

اس کام کے لئے جو دُعائیں تیار کی گئیں اُن کا نام درود شریف رکھا گیا توحید کی جڑ کاٹنے والی دعائیں جن سے عقیدۂ توحید کی جڑ کٹ جائے اور لوگ آلِ محمد یعنی آلہ کے گُن گانے لگیں۔ چنانچہ اپنی کتابوں میں دیکھئے سینکڑوں درود درج ہیں، درود لکھی، درود تاج، درود ابراہیمی، درود جامی، درود سعدی، درود نظامی وغیرہ

اِس دُعا کی توثیق کے لئے سورۂ احزاب کی آیت ۵۶ کی تاویل کی گئی، یعنی اس کو نئے معنی دیئے گئے اُس کی شانِ نزول لکھی گئی۔ چنانچہ آپ اپنے خطبۂ جمعہ میں سنتے ہیں:
اِنّ اللہ و ملٰئکتہٖ یُصلّون علی النّبیّ ؕ یاایّھا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ و سلّموا تسلیما ۝ ۳۳/۵۶ - اس آیتِ کریمہ کے فوراً بعد حسب ذیل درود شریف دُہرائے جاتے ہیں۔

(۱) اللّٰھمّ صلِّ علی محمّد و علی اٰل محمّد بعددِ مَن صلّی و صام

(۲) .. .. بعددِ من قعد و قام

کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ مسلمانوں اور ان کے جاہل اسلاف نے گذشتہ ہزار سال میں اِن جملوں کے معنوں پر غور کرنے کی زحمت نہ کی جن کا ترجمہ ہوگا۔

"او خدا درود بھیج محمد اور اُن کے بچّوں پر تمام روزے داروں اور نمازیوں کی تعداد میں"

"او خدا درود بھیج محمد اور اُن کے بچّوں پر تمام کھڑے اور بیٹھے نمازیوں کی تعداد میں"۔

"اس شرارت کو سمجھنے کے لئے اس طرح سوچیئے کہ بالفرض آپ کی مسجد میں پانچسو نمازی جمع ہیں، اور سب مذکورہ درود پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر لازم آتا ہے کہ ہر نمازی

کی طرف سے پانچسو بار درود بھیجے اور ہر روزے دار کی طرف سے بھی پانچسو بار درود بھیجے اب حساب لگائیے یہ کتنے درود ہوئے؟

دوسرے میں کام ذرا مشکل بنایا جاتا ہے یعنی پہلے گِنے کہ کتنے کھڑے ہیں اور ان کی طرف سے درود بھیجے پھر بیٹھے نمازی گِنے اور ان کی طرف سے بھی درود بھیجے مگر وہ اُٹھتے بیٹھتے رہے تو ظاہر ہے حساب غلط ہو جائے گا جس کا مطلب ہوا کہ جو خدا اتنا حساب نہ کر سکے وہ خدائی کیا کرے گا۔ استغفراللہ

پھر سوچیے کہ دنیا کے اسی کروڑ مسلمان دن رات یہ دعا پڑھ کر خدا کا کام کتنا مشکل بنا دیتے ہیں، اسے درود بھیجنے سے فرصت نہ ملتی ہوگی، تو اپنے بندوں کی دعائیں کیسے سنے۔ مسلمانوں کی بدبختی اور بدنصیبی ہے کہ اس معمولی دعا کو سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ بالفرض اللہ تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا ہے کہ محمدؐ پر درود بھیجیں (صلوا علیہ) تو اس حماقت کا کیا جواز ہے کہ یہ اُلٹے خُدا کو حکم دیں۔ اللّٰھمّ صلِّ علیٰ محمّد۔ یعنی اے خدا تو بھیج درود محمد پر۔

پھر یہ بھی نہیں جانتے کہ خدا کیا بھیجے گا، درود بھیجنے کا مطلب ہوا کہ خدا بھی پڑھے اللّٰھمّ صلِّ علیٰ محمد، تو یہ وہ خود سے کہے گا یا اُس کا بھی کوئی خدا ہے جس سے کہتا ہے معاذاللہ، استغفراللہ، اللہ ان جاہلوں پر رحم فرمائے، ان کو عقل دے۔ افسوس کہ ہلاکو، چنگیز، تیمور اور انگریزوں کے حملوں کے بعد بھی ان میں عقل نہیں آئی یہ اپنے مالک کا مذاق اُڑاتے ہیں اور خوش ہیں کہ محمد کو خوش کر رہے ہیں اسی لئے غلام ہیں، انگریز کی غلامی سے نکلتے ہیں تو اپنی ہی فوج کی غلامی میں چلے جاتے ہیں جو ان سے ویسے ہی بدیسی آقاؤں کا سلوک کرتی ہے۔

جی ہاں اللہ تعالیٰ جاہلوں اور مشرکوں کو ہمیشہ ذلیل و خوار رکھتا ہے ان پر مسلسل عذاب و قہر نازل فرماتا رہتا ہے جو جنگوں وباؤں، گرانی ٹیکسوں اور آپس کی منافرت کی شکل میں رونما ہوتا ہے۔

ملّا اور اسلام | کہتے ہیں خطبات تیار ہو گئے تو معز الدولہ نے اُن پر خلیفہ وظیفہ خوار کے دستخط لئے اور مہر لگوائی ان کی نقلیں ممالک محروسہ کے کونے کونے میں بھیجنے کے احکام صادر فرمائے اور حکم دیا کہ ان منظور کردہ اور مصدقہ خطبات کے علاوہ کوئی تحریری یا تقریری خطبہ نہ پڑھا جائے۔ یہ حکم اسلامی دنیا میں گذشتہ ہزار سال سے نافذ ہے حالانکہ معز الدولہ کو مَرے ہزار سال گذر چکے ہیں اور خلافتِ عباسیہ کا بیڑہ غرق ہوئے بھی سات سو سال بیت گئے ہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ خطبات مُلّا کا دینی و دنیوی اثاثہ ہے۔ اسی کی وہ روٹی کھاتا ہے اس کے ہر لفظ کو وہ اللہ اور رسول کا کلام بتلاتا ہے۔

کہتے ہیں ابتدا میں بعض باضمیر علماء نے یہ خطبات پڑھنے سے انکار کیا تو معز الدولہ نے شیعہ نوجوانوں کو حکم دیا کہ وہ خطبات کو روانی سے پڑھنا سیکھ لیں اور نماز کی دعائیں یاد کر لیں جن میں درود شریف بھی شامل کر لیا جائے اور ڈاڑھیاں بڑھا کر مساجد پر قابض ہو جائیں۔ خُمینی نے یہی نظام جاری کیا ہے جو ہیئت ائمہ مساجد کہلاتا ہے ایسے نوجوانوں کی تربیت کے لئے مراکز قائم کئے گئے جو نصاب مکمل کر لیتا اُس کو سند فراغت کے ساتھ مُلّا کا خطاب دیا جاتا تھا اور اسے ایک مسجد الاٹ کر دی جاتی۔

کہتے ہیں اِن مُلّاؤں کو تنخواہیں صرف شہروں میں دی جاتیں مضافات و دُور دراز کے مُلّاؤں سے کہا گیا کہ عیسائی پادریوں اور مجوسی موبدوں کی طرح وہ بھی اپنی ضروریات کے لئے نمازیوں سے نذرانے، چندے، صدقات، عتبات و عطیات وصول کریں۔ قربانی کی کھالیں وصول کریں، نذر و نیاز، فاتحہ درود کے چکر چلائیں، میلاد کی مجالس برپا کریں، مُردوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیجنے کے گُر سکھائیں اور اپنا کام چلائیں ــــــ عوام کو حکم تھا کہ اپنے مُلّاؤں کا احترام کریں کیونکہ وہ واقفانِ علوم الٰہیہ (متعلق بہ آلہ) اور جانشینانِ نبوت ہیں یہودی اپنے علماء کو ربّی (ہمارا پالنے والا) کہتے تھے، عیسائی (Holy Father) مقدس باپ اس لئے مسلمانوں کو حکم مِلا کہ اپنے عُلماء کو ادب سے مولانا کہیں (ہمارا مولا مالک)

چند برسوں میں یہ نظام نافذ و جاری ہوگیا تو مسلمان علماء بھی وہ خطبات پڑھنے پر راضی ہوگئے۔ معاملہ روٹی کا تھا اور معز الدولہ کو دعائیں دینے لگے۔

السلطان ظل اللہ، مَن اہانَ السلطان اہان اللہ یعنی سلطان (بادشاہ) خُدا کا سایہ ہے۔ جو بادشاہ کی توہین کرتا ہے۔ وہ گویا خدا کی توہین کرتا ہے یہ دراصل مجوسی اور ہندو عقیدہ ہے وہ لوگ اپنے بادشاہ کو خداوند بھگوان مہابلی سمجھ کر پوجتے تھے ہندو کتب میں ہے۔ مہاراج (راجہ) ایشور کا اوتار ہے جو راجہ کا اپمان کرے وہ ایشور کا اپرادھی ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے رام راج)

واضح رہے کہ خلافتِ عباسیہ میں گورنروں کو سُلطان کہا جاتا تھا اور اصل حاکم کو صرف خلیفہ کہتے تھے۔ جیسے سلطان صلاح الدین، سلطان محمود غزنوی۔ یہ ایجاد بھی معز الدولہ کی تھی جو سُلطان بغداد تھا اور وہ دُعا اُسی کے لئے تھی۔

یہاں لطیف نکتہ یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام یہی خطبات رنجیت سنگھ، مہاراجہ کشمیر و پٹیالہ، جھانسی کی رانی اور ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں بھی پڑھتے رہے۔

آج یہی علماء فرماتے ہیں کہ شیعہ اور سُنی میں کوئی فرق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ نصاب دینیات دونوں ایک ہی پڑھتے ہیں جو دیلمی مقرر کر دیئے گئے، یا جو مصر کے اسمٰعیلیوں نے مقرر کیا تھا۔ تاہم مجتہد بننے کے لئے شیعوں کو مزید معلومات کے لئے قم کربلا و کوفہ جانا پڑتا ہے۔ سُنی عُلماء اس مخصوص تعلیم سے بے بہرہ رہتے ہیں وہ رموزِ امامت و فلسفۂ آلِ محمد نہیں جانتے محض دیلمی نصاب پڑھ کر مُلّا فاضل بن جاتے ہیں۔ اسمٰعیلی نصاب پڑھنے والے اولیاء بنتے تھے اُس پر ہمارے علماء کو دسترس نہیں ہوتی ان دونوں نصابوں کا تعارف دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

لہ مُلّا دراصل مولا کی بگڑی ہوئی شکل ہے مگر بتلایا جاتا ہے کہ یہ مولا کا اسم تفضیل ہے یعنی مولا سے بڑا۔ اور آپ جانتے ہیں مولا کا خطاب حضرت علی کو دیا گیا تھا اب چھوکروں کو ان سے بڑا خطاب دیا جانے لگا۔

لہ پاکستانی حکومت نے ایران کے دباؤ میں آکر دونوں کی دینیات الگ الگ کردی ہے۔

دیلمی نصاب Ready made مُلّا تیار کرنے کے لئے نوجوانوں کو صرف ونحو کی چند گردانیں، کلمہ اسم فعل، صرف کی تعریفیں، ضمیروں کی قسمیں اور ان کے چودہ چودہ صیغے رٹا دیئے جاتے، جسے وہ عربی زبان کے قواعد کہتے ہیں پھر صفوۃ المصادر سے چند عربی لغات ازبر کرنے کو کہا جاتا تاکہ مُلّا خطبات جمعہ وعیدین صحیح مخرج سے پڑھ سکے اور بس۔

چنانچہ یہ لوگ ضربت، ضربنا، ضربتما، ضَرَبْتُنَّ، استغفراللہ، نعوذ باللہ، لاحول ولا، کفر وشرک وبدعت، ایصال ثواب، نجات اُخریٰ ثوابِ دارین، شفاعتِ محمدی کی اصطلاحیں دہراتے ہوئے کسی خانقاہ یا مسجد کی تلاش میں نکل جاتے جہاں دو روٹیوں کا سہارا ہوتا، ہمارے دینی ادارے ایسے ہی علماء پیدا کرتے ہیں۔

اسمٰعیلی نصاب یعنی جامعۂ ازہر میں باقاعدہ علوم دین پڑھائے جاتے جن میں علم فقہ، علم حدیث، علم تفسیر، علم کلام، علم تاویل شامل تھے۔ یہاں شریعت وطریقت کے رموز، نبوت وامامت کا فرق، خلافت وملوکیت کے نقائص اور امامت کے اسرار جو باطنی علوم کہلاتے تھے۔ خاص طور سے سکھائے جاتے تھے اور بتلایا جاتا کہ یہ علوم رسولِ عربی اور ان کے صحابہ سے پوشیدہ رکھے گئے تھے، یہ اماموں کے علوم ہیں اور انہی کے ذریعہ دنیا میں پھیلے ہیں (تفصیل کیلئے دیکھئے ارمغانِ عجم) کیونکہ اصل مقصد طلباء کے دماغوں کی شُدھی (Brain Washing) تھا۔ ان علوم کے پڑھنے سے ان کے دماغ ماؤف ہو جاتے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی جو پڑھا دیا جاتا وہی عمر بھر سُناتے رہتے۔ گویا وہ شاہ دولہ کے چوہوں کی طرح انسان سے ولی اللہ یا مُلّا بن جاتے اور عالم اسلام میں علوم الٰہیّہ (فلسفہ اہل بیت) کی اشاعت کرتے نکل پڑتے۔ یہ ہندو مسلم عیسائی یہودی میں اتحاد پیدا کرتے اور قرآنی تعلیم سے عوام کو دور رکھتے (علی ہجویری وگیسو دراز)

ان میں قدرِ مشترک ان کی تقدس مآبی ہوتی یعنی ممبر پر چڑھ کر جنت دوزخ تقسیم کرنا کفر وبدعت پر وعظ کہنا اور اہل بیت پرستی (رام لچھمن سیتا کی جگہ حسن حسین فاطمہ سکھانا) البتہ صحابۂ کرام وبنی اُمیّہ کو مطعون کرنا ان کا خاص مشن تھا جو آج بھی جاری ہے مولوی ہر دور میں خلافت وملوکیت پر ضرور کچھ نہ کچھ لکھے گا۔

چنانچہ جلد ہی یہ مذہبی ٹھیکیدار مُلّا۔ مجتہد اور اولیاء ایک متوازی قوت بن گئے جن سے حکومت خائف رہنے لگی یہ محاذ آرائی شروع کر دیتے تو بادشاہوں کو گدّی سنبھالنا دشوار ہو جاتا کیونکہ جاہل عوام ہمیشہ ان کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ اس طرح یہ حاکموں اور عوام دونوں کو اپنی مٹھی میں رکھتے اور لقمۂ تر ملتا رہتا تو لہک لہک کر پڑھتے ہیں۔ السلطان ظل اللہ الخ اور یہ کمال بے حجابی اور جہالت سے صدر اوّل کے خلفاء اسلام یعنی سلاطین بنو اُمیّہ کو منہ بھر بھر کے گالیاں دیتے ہیں اور یہ دعا صرف اپنے دور کے سُلطان کے لئے پڑھتے ہیں۔ تاکہ حکومت ناراض نہ ہو، خواہ وہ سِکھوں کی ہو یا عیسائیوں کی۔

فلسفۂ اہلِ بیت کی اشاعت | تیسری صدی میں اولیاء اللہ نے شروع کی۔ چوتھی صدی میں مُلّا بھی اُن کے معاون ہو گئے تو یہ کام مذہبی جنون کے ساتھ شروع ہو گیا۔ سرکاری خطبات میں ان کی موجودگی اور ان پر خلیفہ بغداد کی مُہر نے اسے خاص اسلامی بنا دیا۔

اب مُلّا بھی نمازیوں کو درود شریف بہ آوازِ بلند پڑھنے کا حکم دینے لگے۔ تاکہ دوست اور دشمن کی پہچان ہو سکے کہ کون محبِّ آلِ محمّد ہے اور کون عدوِ اہلِ بیت ہے۔ جو نہ پڑھتا وہ فوراً دشمنِ آلِ محمدؐ منافق خارجی اور ناصبی قرار پاتا۔ بلکہ کافر کہہ کر مسجد سے نکال دیا جاتا۔ یہ رسم آج بھی امامیہ امام باڑوں اور پنج تنی مسجدوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ مسلمانوں کی مساجد میں خطبات تو وہی پڑھے جاتے ہیں مگر درود وسلام کیلئے کوئی سختی نہیں برتی جاتی کوئی زور سے پڑھ لے تو اعتراض بھی نہیں کرتے۔

معز الدولہ دراصل اپنے آتش پرست (۱۲ مزد کی دیلتاؤں) کو داخلِ اسلام کرنا چاہتا تھا۔ مگر مُسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور اپنا قائدِ اعظم تسلیم کر لیا۔ تو اُسے مجبوراً پنج تن پر اکتفا کرنا پڑا۔ اور اُس کی خوشنودی کے لئے

مسلمانوں نے بھی توحید کے بدلے پنج تن کی قدوسیت قبول کر لی۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے خطبات میں اگرچہ بارہ اماموں کے نام نہ آسکے مگر سیدنا علی مرتضیٰ کو مرکزی مرتبہ مل گیا گو مصلحتاً اُن کا نام چوتھے نمبر پر رکھا گیا مگر وہ خلفاء اسلام، صحابہ کرام، حتیٰ کہ نبی علیہ السّلام سے بھی بلند مقام پر فائز نظر آتے ہیں۔ اُن کو امام اوّل بتلایا گیا ہے، جیسا کہ ہم ہر جمعہ کو سُنتے ہیں۔

پہلے امام | رَئیس البلیّات والمَصَائب۔ مَظْھرِ العجائب وَالغرائب امام المشارق والمغارب۔ اَسد اللہ الغالب، غالب علیٰ کُلِّ غالب۔ علی بن ابی طالب۔ جس کا ترجمہ ہے، بلاؤں اور مصیبتوں میں کام آنے والے (مُشکل کُشا) عجیب وغریب حرکتیں کرنے والے (نٹراج۔ وشنو) مشرقوں اور مغربوں کے امام (ایک مشرق ومغرب کے نہیں) ہمیشہ غالب رہنے والے شیرِ خدا (Lion God) اور تمام غالب آنے والوں پر غالب ہو جانے والے (خدایانِ خیر وشر پر) علی بیٹے ابو طالب کے۔ ان مشرقوں اور مغربوں کا جغرافیہ کسی مُلّا سے پوچھئے۔

دوسرے اور تیسرے اِمام | یعنی حسَن وحُسَین کا تعارف نام نہاد سُنی مولوی بھی اس طرح کرواتا ہے:۔

اِمامَین الھُمامین۔ سیّدین السعیدین الشھیدین الحَسَن والحُسَین رضی اللہ عنھما، سیّد الشباب اھل الجنّة۔

ترجمہ:۔ دونو امام ہیں۔ دونو بہادر جنگ باز ہیں۔ دونو سردار ہیں۔ دونو سعادت مند ہیں۔ دونوں شہید ہیں (مارے جانے والے) حسَن وحُسَین یارانِ رسُول اللہ (رضی اللہ عنھما) اب دونو جا کر جنت کے نوجوانوں کے سردار بن گئے ہیں۔

اور آپ کی والدہ محترمہ | کے بارے میں مُلّا صاحبان کمال بے حجابی سے گاتے ہیں۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ نمازی جاہل ہیں، عربی کوئی نہیں سمجھتا؛

اہلِ بیت علی کرم اللہ وجہہ

کے متعلق تفصیلات بھی ہماری کتب روایات وتاریخ میں بکھری پڑی ہیں جن کے مطابق آپ کی تین درجن اولاد اور ایک درجن ازواج اور کنیزیں تھیں جن میں سے فلسفۂ اہلِ بیت کی رُو سے صرف تین افراد مقدس شمار ہوئے اور باقی سبائی نفرت کا شکار ہو گئے انہوں نے حضرت حسین کی نسل سے ۹ غائب امام اور ۸۰ ہم حاضر امام پیدا کئے ہیں مگر اُن سے اسلام کو کوئی واسطہ نہیں

نامِ زوجہ	بیٹے	بیٹیاں
۱۔ سیدہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ	حسن حسین	اُم کلثوم، زینب
۲۔ سیدہ امامہ بنت زینب و ابوالعاص	محمد اوسط	-
۳۔ سیدہ اسماء بنت عمیس بیوہ جعفر طیار	عون و یحییٰ	-
۴۔ لیلیٰ بنتِ مسعود تمیمی	عبید اللہ، ابوبکر، عبداللہ	-
۵۔ ام البنین خواہر شمر بن جوشن	عمر، عباس، جعفر، عثمان	-
۶۔ خولہ بنتِ جعفر	محمد بن حنفیہ	-
۷۔ اُم سعید بنت عروہ		رملہ، ام الحسن
۸۔ اُم حبیبہ بنتِ عروہ	عمر، اصغر	رقیہ، حارثہ
۹۔ محیاۃ بنت امراء القیس		

ان کے علاوہ حسب ذیل بیٹیوں کی ماؤں کے نام مُشخص نہ ہو سکے۔

اُم ہانی، میمونہ، زینب، صغرا، رملہ صغراء، فاطمہ، ام خدیجہ، ام الکرم، ام سلمہ حمانہ، نفیسہ، ام جعفر، یہ کل اٹھارہ بیٹیاں، سولہ بیٹے مشہور ہیں۔

(بحوالہ طبری ج ۶ - نمبر ۸۹)

وعن اُمّهما البتول الزهراء، سيّدة النساء العالمين بضعته جسد النبی الکریم العزیزۃ الغرّاء سیّدتنا فاطمہ بنتِ رسول اللہ، رضی اللہ عنہا۔

ترجمہ: اور ان کی کنواری اماں جان (بتول)، جو مثل زہرہ (VENUS) کے ہیں۔ جو تمام دنیاؤں کی عورتوں کی سوارہ ہیں (اپنی والدہ سے لے کر بی بی حوّا تک تمام عورتوں کی) آپ رسول کریم کے جسم کا ایک لوتھڑا مقیں (اشارہ ہے نامکمل تخلیق کی طرف)، جو پرجوش (غرّاء) لوگوں کی پیاری ہیں، ہماری سردارہ فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی اللہ اُن سے خوش ہے۔

مگر عجیب بات یہ ہے کہ خود رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کچھ زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ بعض اوقات صرف جدّ الحسن والحسین سُنا دیا جاتا ہے۔ اور یہ کافی سمجھا جاتا ہے۔ کہ جو نواسے ایسے شاندار تھے اُن کے نانا کیا کچھ نہ ہوں گے خود سمجھ لیجئے۔

یہی پنج تن تمام اِسلامی دُنیا میں اہلِ بیت رسول اور آلِ محمدؐ مشہور ہیں۔ جن سے مُراد مقدس خدائی خاندان ہے۔ اور یہ خطبات گذشتہ ہزار سال سے ہماری مسجدوں میں پڑھے جا رہے ہیں، مسلمان اِن سے ثواب کماتے ہیں اور علماء اپنی روٹی۔ اس لئے ان کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ نہ ان کو بدلنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

حاکموں کو ظاہر ہے اُن سے کوئی دلچسپی نہیں، کیونکہ دینی امور میں اُن کو دخل دینے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ حق معزالدولہ نے چوتھی صدی میں سلب کر لیا تھا۔ پھر یہ عربی سے بھی نابلد ہیں۔

مگر اب نوجوان پُوچھنے لگے ہیں کہ اہلِ بیت رسُول کو پُوجنا ہے تو سب کو پوجو صرف چار یا پانچ۔ سات اور بارہ کی تخصیص کیوں؟ اگر اہل بیت

سے مراد گھر والے ہیں۔ تو آپ کے گھر میں ازواجِ مطہرات بھی تھیں۔ لونڈیاں اور غلام بھی تھے، جیسے اپنے حجام سیدنا سلمان فارسی کو آپ نے مِنَّا اہلِ بیتی فرمایا ہے۔ اِس طرح کلُ ذوات مقدسہ کی تعداد چالیس، پینتالیس ہو جاتی ہے، تو اِن کا تقدس مجروح کرنے کا حق کِسے ہے؟

اہلِ بیت رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

دادا۔ عبد المطلب ؓ والد۔ عبد اللہ

۹۔ چچا تایا: حارث، زبیر، عبد مناف، عبد العزیٰ، جحل، مقوم، زرار، عباس، حمزہ

۶۔ پھوپھیاں: اروٰی۔ بیضا، عاتکہ۔ برّہ، امیمہ، صفیہ

اہم افرادِ خاندان

زبیر	عبد مناف	عبد العزیٰ	عبد اللہ	عباس	حمزہ
طاہر، عبد اللہ	طالب، عقیل، جعفر، علی	عتبہ، عتیبہ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	جدِ عباسیہ	ایک لڑکی

۵ بیٹے قاسم۔ طاہر۔ طیب۔ عبد اللہ (ابراہیم) کمسن فوت ہوئے

۴۔ بیٹیاں	زینب	رقیہ	فاطمہ	ام کلثوم
۴۔ داماد	ابو العاص	عثمان	علی	عثمان
۴۔ نواسے	علی	۵ عبد اللہ	حسن، حسین	× ↓
۴ نواسیاں	امامہ		ام کلثوم۔ زینب	رقیہ

ازواجِ مطہرات: خدیجہ، سودا، عائشہ، حفصہ، زینب، ام حبیبہ، میمونہ، اُم سلمہ جویریہ، صفیہ، ماریہ قبطیہ وغیرہ رضی اللہ علیہن

خدام وموالی: زید بن حارثہ، ابو رافع، انس، اُسامہ، سلمان فارسی وغیرہ

ان ۴۵۔ ۴۰ ذوات مقدسہ میں سے صرف پانچ کو اہل بیت کہنا سبائیت ہے یا مجوسیت خود سوچیئے آپ کی تمام اولاد قبل نبوت پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے۔

٥ عبد اللہؓ بن عثمان نے ۷۵ سال کی عمر پائی۔ ان کی اولاد کشمیر، پنجاب، یوپی اور افریقہ میں آباد ہے۔ ہماری تاریخ نے اِن کو سکینہ کی طرح ۷ سال میں مار ڈالا۔ دیکھئے ہماری کتاب "حیاتِ سیدہ سکینہ" اور حکیم فیض عالم کی کتاب "سادات بنو رقیہ"۔

ارواح پرستی اور اسلام

دیلمی جانتے تھے کہ مسلمانوں کو توحید پرستی سے نہ ہٹا گیا تو یہ ہمیشہ ایک غالب رہنے والی قوم بنے رہیں گے اِن کے اللہ کا وعدہ ہے وانتم الاعلون اِن کنتم مؤمنین ۵ پس لازم تھا کہ انہیں شخصیت پرستی اور ارواح پرستی میں مبتلا کر دیا جائے اِس کام کیلئے درود شریف ایجاد کیا گیا جس نے توحید کے متوالوں کو محمد اور آلِ محمد کی پرستش پر لگا دیا اور اس کے سہارے قدیم مُردہ پرستی۔ قبر پرستی، ارواح پرستی کی مشرکانہ رسوم کو اسلامی بنا دیا تاکہ مسلمان بھی اپنے مُردہ بزرگوں، شہیدوں، پیروں صوفیوں قلندروں اور اماموں کو زندۂ جاوید حاضر و ناظر، سُنتا بولتا سمجھے۔ اور اُن سے دُعائیں منتیں مُرادیں مانگنے لگیں۔ تاکہ بارگاہِ ربّ العزت کے قابل نہ رہیں دوسرے مشرکوں کی طرح مقہود و مردود بن جائیں۔

چنانچہ آج ہمارے مُردہ دیوی دیوتاؤں کی تعداد عہدِ جاہلیہ کی ۳۶۰ ذواتِ مقدسہ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ جو خانۂ کعبہ میں رکھے بتائے جاتے ہیں جن میں سیدنا ابراہیم و اسماعیل کے بُت بھی شامل تھے ـــــ ہم اپنے غوثِ اعظم، مولا مشکل کُشا، خواجہ بندہ نوازؒ، داتا، شہباز قلندر، اعلیٰ حضرت، حق باہو، کو بیج پال، گرو نانک، سنت کبیر، رام لچھمن اور کرشن و ہنومان سے کم نہیں سمجھتے۔

درُود شریف کا اِجرا مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا کام سبائی یہودیوں اور ایرانی مجوسیوں کے گٹھ جوڑ سے پہلی صدی میں شروع ہو گیا تھا مگر اس کی تکمیل بغداد کے دیلمیوں اور مصر کے بنو فاطمیین کے ہاتھوں چوتھی صدی میں ہوئی۔ اسی دور میں فقہہ اربع و احادیث و کتب مسانید ستہ یعنی ابو حنیفہؒ اور امام مالک کے کام کو تلف کرنے اور ان کی کتابوں میں تحریف کرنے کا کام انجام دیا گیا ان میں مجوسی و یہودی عقائد شامل کئے گئے بعد وہی قرآن کے حاشیوں پر تفسیر کے نام سے چڑھائے گئے۔ جس کا ثبوت ۱۲ امنہ کا استغاثہ ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ یعنی بارہ امامی شیعوں کی موجودگی کا پتہ دینے والی علامت۔

اسی زمانے میں صحاح ستہ اور تفسیر طبری و سیرت ہشام کو شہرتِ دوام ملی ان سب میں درود شریف کی روایت داخل کی گئی اور یہ شرارت یہیں ختم نہیں ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انجیل مقدس کا ایک نسخہ بھی تیار کیا گیا جس میں درود شریف موجود ہے یہ نسخہ برن عباس نامی ڈاکو سے منسوب کیا گیا ہے جسے رومی بادشاہ پیلاطوس نے عیسیٰ علیہ السلام کے بدلے پھانسی چڑھا دیا یہودی سمجھے عیسیٰ کو مصلوب کر دیا گیا۔

اس انجیل نے جسے ہاشم رضا صاحب نے پاکستان میں شائع کروایا ہے لکھا ہے کہ آدم نے دیکھا کہ خدا کے گھر میں ہر طرف محمد اور آلِ محمد کا نام لکھا ہوا ہے تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ خدا نے کہا ہم نے محض ان کی خاطر تم کو پیدا کیا ہے، یہ تمہاری نسل سے سب سے آخر میں آئیں گے، یہ ہمارے محبوب ہیں۔

اس میں جو پھبتیاں مستور ہیں قابلِ غور ہیں:

(۱) خدا تنہائی میں اپنے محبوب کے نام دیواروں پر لکھتا رہتا تھا۔

(۲) آدم صاحب جنت سے نکلے تو انجیر کے پتے باندھے ہوئے تھے مگر عربی لکھنا پڑھنا سیکھ گئے تھے دیواروں پر لکھے ہوئے نام پڑھ لئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باطنی تحریک کے ہاتھ کتنے لمبے تھے جو دراصل یہودی تحریک تھی آج کل بھی یہودی عیسائیت میں نئے فرقے پیدا کرنے میں معروف ہیں کہیں World Tomorrow کا پروگرام کرتے ہیں کہیں Jehoa's Witness کا اور ساتھ ہی مسلمانوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں ہمارے نوجوان ان کے چکر میں آ رہے ہیں۔

درود میں اختلاف ہندوستانی مسلمان توہم پرستی کی وجہ سے تنگ نظر ہوتے ہیں، جو کچھ اپنے باپ دادا سے سن لیا ہے اسے کافی سمجھتے ہیں اور نئی بات سننا پسند نہیں کرتے۔ خواہ وہ برحق ہی کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ جہالت کو پسند نہیں کرتا بلکہ جہالت کو کفر کہتا ہے یہ لوگ آپس میں تبادلۂ خیال کریں تو بھی علم کی روشنی آ سکتی ہے۔

مگر یہ ایک دوسرے سے دور رہنے میں عافیت جانتے ہیں بریلوی، دیوبندی کی مسجد میں نہیں جاتا اور دیوبندی اہلِ حدیث سے بھاگتا ہے اِس طرح انہیں معلوم نہیں ہوسکتا کہ شیعہ اور سنی درود میں کیا فرق ہے اور کیوں ہے؟

آپ کا درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ خالص شیعی درود ہے۔ یہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے قرآن نے بتلا دیا تھا ماکان محمد ابا احدٍ مِّن رِّجالکم یعنی محمد کو اولاد نرینہ نہیں دی گئی ہے ان کی نسل چلانا مقصودِ مشیئت نہیں ہے۔ ان کا کام اُمت جاری رکھے گی اور وہ پھیلے گا۔

پس سُنی درود ہے صلے اللہُ علیہ وبارک وسلّم۔ اللہ آپ پر اپنی رحمتیں برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

ہمارے نیم شیعہ بھائی اِس اسلامی درود کو مشرکانہ بناکر اس طرح پڑھتے ہیں۔ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مگر یہ قواعد کی رُو سے غلط ہے اور عقیدے کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں۔ آلہٖ سے مُراد ان کے بارہ امام (دگرو) ہیں، جن کا ماننا مسلمان کو روا نہیں۔ ہر چند کہ جہلا امام حسین امام حسن کہتے رہتے ہیں۔ جن میں ابوالکلام آزاد جیسے بھی شامل تھے، جو یہ بھید ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے واضح رہے کہ صلِّ صیغۂ امر ہے یعنی حکم اور صلیٰ ایک تمنا یا دعا اگر چاہے تو برکتیں نازل فرمائے۔

درود ابراہیمی | سُنی مسلمان ہزار سالہ لاعلمی کی وجہ سے معزالدولہ کا بنایا ہوا درود شریف اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ کَمَا صَلَّیتَ عَلیٰ اِبرَاھِیمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبرَاھِیمَ اور نہیں جانتے کہ کیا دعا کر رہے ہیں، اس دعا کا مطلب صرف یہ ہے کہ اے اللہ محمد اور آلِ محمد کے ساتھ بھی وہی سلوک کر جو تو ابراہیم اور آلِ ابراہیم کے ساتھ کرچکا ہے۔ بھلا رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایسی دعا کیسے سکھا سکتے تھے۔ اللہ تعالےٰ

نے تو انہیں سرزمینِ عرب سے نکالنے اور قتل کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ اور بتلا دیا تھا کہ کُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِين۔ ہم نے ان کو بندر بنا کر بے ملک دبے دیار کر دیا ہے۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ۔ ان پر ذلت طاری کر دی ہے۔ وبَاؤُ بِغَضَبٍ اللہ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ المسکنة۔ وہ اللہ کے غضب میں آگئے ہیں۔ مسکنت و عاجزی ان کا مقسوم ہے پھر حکم ہوا کہ ان کو سرزمینِ عرب سے نکال دو۔ جتنے قتل کر سکو قتل کر ڈالو۔

درود میں احتیاط اب ایک راز کی بات سُنیئے۔ شیعہ علماءؒ اپنے تبعین کو درود شریف کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرتے رہتے ہیں جو سُنی مُلّا نہیں جانتا۔ "تحفۃ العوام" میں لکھتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے میں تلفظ کا خیال رکھنا چاہیئے کہ آواز کے فرق سے ایمان زائل ہونے کا خطرہ رہتا ہے یعنی مشتبہ الصوت (ہم آواز) الفاظ کا مخرج غلط ہو گیا تو گناہگار ہو گا، کیونکہ آواز کے بدل جانے سے معانی بدل جاتے ہیں۔

مثلاً اللّٰھُمَّ صَلِّ میں آپ نے صَلِّ کو سَلِّ (سین سے) پڑھا تو اُس کے معنیٰ ہوں گے "تلوار کھینچ" (تبیان القرات)

غالباً آپ اس نزاکت کو سمجھ گئے ہوں گے کہ عربی زبان میں (سین سے) سَلِّ کے معنی ہیں تلوار کھینچ یعنی قتل کر دے، مار ڈال، تباہ کر دے، چنانچہ ایک ملحقہ روایت ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام بوجہ عارضہ لقوہ صحیح مخرج پر قادر نہ تھے آپ ص کی جگہ س کی آواز نکالنے لگے تو کسی قبولیت کی گھڑی وہ دعا اسی طرح قبول ہو گئی اور حکم ہوا سَلِّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ تو کوفیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور سب کو میدانِ کربلا میں سُلا دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ بے حد خطرناک دعا ہے خاص کر ہم ہندی الاصل لوگوں کے لئے جو س۔ ص۔ ث کی آوازوں میں فرق نہیں کر پاتے۔[1]

---

[1] خدام اہل سنت بھائیوں سے گذارش ہے کہ آئندہ کسی مجلسِ عزا میں تبرک اور ثواب کے لیے جائیں تو غور فرمائیں کہ ذاکر یا مجتہد صاحب جب صَلوٰات بر محمدؐ

درود شریف کا بدل نوجوان پوچھتے ہیں کہ نماز میں درود نہ پڑھیں تو کیا پڑھیں؟
جواب یہ ہے کہ اپنی فقہ اور صحاح ستہ دیکھو، نماز التحیات کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔
التحیات (تشہد) میں ہم اللہ کی عظمت و پاکیزگی بیان کرتے ہیں، اللہ کے رسول پر
سلامتی کی دعا کرتے ہیں: وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ
پھر اللہ کی وحدت کی گواہی کے بعد رسول کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

واضح رہے کہ رسالت کا مرتبہ دنیا کے ہر عہدے اور مرتبے سے بڑا ہے یعنی بادشاہوں وزیروں سے بھی بڑا جو لوگ رسول اللہ کی جگہ آنحضرت۔ ختمی مرتبت، محمد مصطفےٰ وغیرہ کہتے ہیں وہ اپنی نفرت کو چھپاتے ہیں۔ جو ان کے دلوں میں بھری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ محمد کو رسول اللہ کے خطاب سے یاد کیا جائے جیسا کہ تشہد میں آپ کو سکھایا گیا ـــــ مسلمانوں کو قرآن سے رجوع کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے گذشتہ ہزار سال میں ہمارے بزرگوں نے جو درود آپ پر لادا ہے اسے اتار پھینکنے کے لئے غالباً ہماری عمر کافی نہ ہو گی۔

تاہم ہم مزید گندگی پھیلانے سے خود کو باز رکھ سکتے ہیں ہمیں اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور توبہ و استغفار سے معافی مانگنی چاہیئے، ہماری کیا حیثیت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے رسول پر درود بھیجنے کو کہیں جب خود نہیں جانتے کہ اللہ کے سامنے ہمارا کیا مقام ہے۔ ہم مردود ہیں یا مقبول۔

رسول اللہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود اُن کو بتلا دیا تھا۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ یعنی تم کو دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اور آخرت کی بہترین جزا کا مستحق قرار دیا ہے تم دُنیا میں بادشاہت کرو گے اور آخرت میں بھی بلند درجات پر فائز ہو گے۔ پھر ان احمقوں کے درود سے اُن کو کیا مل جاتا ہے۔

وآلِ محمد ۔ فرماتے ہیں تو آواز س کی نکلتی ہے یا ص کی۔ اگر س کی آواز معلوم ہو تو سمجھ جایئے کہ اہل مجلس بھی اللّٰھمّ سَلِّ علی محمد وَ آل محمد کہتے ہیں کیونکہ صلوات کے معنی ہیں صلواتیں بھیجو یا سُناؤ۔ اور سلِّ کے معنی ہونگے ان کو تباہ کر دے۔

۲ے جو لوگ التحیات میں السلام علیك یا اَیُّھا النَّبِیّ پڑھتے ہیں شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یا ایُّھا النَّبِیّ بھی یا محمدؐ یا علی کی طرح ہے اور ویسا ہی مشرکانہ ہے جیسے یا غوث، یا حسین۔ اورام او بھگوان پکارنا۔ پھر علیک ضمیر مخاطب ہے یعنی اس کے لئے ہے جو سامنے موجود ہو۔ کسی غائب کے لئے علیك استعمال کرنا اپنی جہالت کا ثبوت ہے۔

اپنا تحیات اور درود جو آپ نماز میں پڑھتے ہیں درست کر لیجیئے

التحیات جمع ہے تحیۃ" کی، جس کے معنی ہیں بندگی' عاجزی تسلیمات آداب وغیرہ اسلام نے یہ سب اعمال عبودیت صرف اللہ کے لئے وقف کرنے کا حکم دیا ہے ہم کو اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی تحیات بہتر معلوم ہوا جو یہ ہے۔

(موطا امام محمد)

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ لِلّٰہِ وَالطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اس کے بعد جو لوگ درود پڑھنے پر مصر ہیں وہ یہ درود پڑھ لیں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلَّم

پھر جو دعائیں یاد ہوں پڑھیں۔ دعائیں اپنی زبان میں بھی مانگی جا سکتی ہیں۔

عزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِستعذار

اللہ کا شکر ہے ہمارے اس رسالے "فلسفۂ آلِ محمدؐ" پر مسلمانوں نے توجہدی، علمائے مساجد اور مدارس بھی چونکے اور عربیوں کی عربی دانی بھی سان پر لگ گئی مگر بعض شکی مزاج لوگ جو ہمارے کام سے واقف نہیں ہوتے بعض سوالات پوچھتے رہتے ہیں خاص کر:

۱۔ وہ کون سے محرکات ہیں جو آپ کو ایسی تحقیقات کی ترغیب دیتے ہیں؟

۲۔ ایسے موضوعات پر قلم اٹھانے کا مواد کہاں سے ملتا ہے حوالے کیوں نہیں دیتے؟

گویا جاننا چاہتے ہیں کہ ہم کو رقم روس سے ملتی ہے یا امریکہ سے۔ اور کتابیں ہم کہاں سے لاتے ہیں۔ اُن کے حوالے کیوں نہیں دیتے۔ یہ بے چارے کفرستانِ ہند میں شاہ ولی اللہ کے لگائے ہوئے پیڑ سے واقف نہیں جس کے ثمرات۔ شاہ عبدالعزیز، شاہ اسماعیل شہید سرسید احمد خان، حالی، شبلی، عبیداللہ سندھی، علامہ مشرقی، اور محمود احمد عباسی اپنے اپنے دور میں طالبانِ حق کے کام و دہن کو لذت آشنائے توحید کرتے رہے یہ ہمیں کسی مطعون فرقے سے منسوب کر کے واہ گردِ حق چار یار کا نعرہ بلند کرنا چاہتے ہیں۔

مگر ہم مدت ہوئی فرقوں کی لعنت سے بری ہو چکے۔ قرآنِ حکیم نے اپنے رسولؐ سے واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا۔ اِن الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً۔ لست منھم فی شیئٍ (انعام ۱۵۹)۔ جو لوگ دین میں فرقے بنا کر دوسروں کے شیعہ (مرید یا پیرو) بن جائیں گے۔ ان سے تمہارا کوئی تعلق نہ رہے گا۔ وہ اپنے اماموں اور پیروں کے ساتھ اُٹھیں گے تمہاری اُمت شمار نہ ہوں گے۔ نہ تمہارے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ یہ حکم شیعہ، سُنی، حنفی، شافعی، حنبلی، جعفریہ، اسمٰعیلیہ، قادریہ، چشتیہ سب کے لئے ہے۔

: ہزار سال سے ہمارا مولوی مسلمانوں کے کانوں میں گھول رہا ہے کہ قرآن حکیم کو سمجھنا محال بلکہ ناممکن ہے، اور اس کا ترجمہ روایاتِ شان نزول، علم تاویل اور حدیث نبوی کے مطابق کرنا چاہیئے۔ اپنی عقل سے معنی نکالنا کفر ہے بلکہ پڑھنے میں زیر زبر کی غلطی سے ایمان زائل ہوجاتا ہے وغیرہ۔

ہمارے جاہل اور بھولے اسلاف اس باطنی یا شیطانی پروپیگنڈے سے بہک گئے اور قرآن سے ڈرنے لگے، تاہم گذشتہ سو سال سے شاہ ولی اللہ اسکول کے علماء بتا رہے ہیں کہ علم تفسیر، تاویل، تجوید، فلسفہ آل محمد و علوم اہل بیت وغیرہ یہودی اور مجوسی دشمنانِ اسلام (باطنی) مولائی دماغوں کی اختراع ہیں ان کا اسلام سے تعلق نہیں ہے حتیٰ کہ اقبال کو یہ راز معلوم ہوا تو بیچ پڑے کہ حدیثی اور روایتی معنی سن کر تو خدا، رسول اور جبریل بھی چکرا گئے ہوں گے کہ ہم نے کیا بتلایا تھا اور یہ کیا سمجھے۔

زے تاویل شان در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفےٰ را ــــــ!

اس کی وضاحت کیلئے ہم دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔

سورۃ الانشراح : کی آیت الم نشرح لک صدرک ۱/۹۴ کی شانِ نزول بنائی گئی کہ بچپن میں آپ کا سینہ چاک کر کے دل سے سیاہ خون نکالا گیا اور آبِ زم زم سے دھو کر رکھ دیا گیا۔

دوسری روایت ہے ایسا دو بار ہوا۔ معراج پر جانے سے پہلے بھی دل دھویا گیا۔ تیسری روایات ہے ایسا کئی بار ہوا۔ تو کیوں ؟

خدا نے بنی اسرائیل میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے کسی کا دل دھونے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ مگر ایک نبی اس نے بنی اسمٰعیل کے اعتقاد میں پیدا کر دیا (باپ کی اولاد میں) اسی غلطی کے ازالے کے لیے اسے آپ کا دل بار بار دھلوانا اور سیاہ خون نکلوانا پڑا۔

قرآنِ حکیم بتلاتا ہے کہ موسیٰ نے خدا سے شرح صدر کی دعا کی۔

"رب اشرح لی صدری ۲۵/۳۰"

ہمارے بزرگوں نے اس کی شان نزول نہیں بتائی کہ خود اسباط بنی اسرائیل تھے۔ اغلب ہے کہ خدا نے کہا ہو گا۔ میاں تم اسباط بنی اسرائیل سے ہو تمہیں طہارت کی کیا ضرورت بغیر طہارت کے کام چلاؤ۔

دوسری مثال : سورۃ القمر کی پہلی آیت ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ ترجمہ "کہا جاتا ہے، قیامت آگئی اور چاند پھٹ گیا"

اس کی شانِ نزول بنائی گئی۔ ایک دن کفار مکہ نے کہا تم سچے نبی ہو تو اس چاند کو پھاڑ کر دکھاؤ۔

آپؐ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک مشرق کی طرف چلا گیا دوسرا مغرب کی طرف۔ پھر دونوں ٹکڑے آ کر مل گئے۔ کافروں نے کہا یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ اور کوئی ایمان نہیں لایا' یہ ہمارے اسلام کا ایک عظیم معجزہ ہے معراج کی طرح اس کا انکار کفر ہے۔

آپ پوچھیں کہ قیامت آگئی اور چاند پھٹ گیا تو قیامت کہاں گئی۔ قرآن کہتا ہے قیامت آئے گی تو چاند ستارے جھڑ جائیں گے دنیا تہ و بالا ہو جائے گی پہاڑ خلا میں بے وزن ہو کر دھنی ہوئی روئی کی طرح تیرتے پھریں گے تو کیا یہ سب چودہ سو سال پہلے ہو گیا۔ تو فرمائیں گے دین کے معاملے میں عقل استعمال کرنا حرام ہے۔ قیامت کا قصہ صرف عربوں کو ڈرانے کے لیئے ہے۔

اس شانِ نزول سے مسلمانوں کے دل سے روزِ حساب اور قیامت کے حشر و نشر کا خوف نکل گیا۔ اور وہ کھلے بندوں مذاق اڑانے لگے۔

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

اس آیت کریمہ کے معنی بدلنے میں یہی راز ہے ورنہ معنی صاف ہیں کہ جب قیامت قریب آئے گی چاند پھٹ جائے گا۔

ہمارے قرآن حکیم نے بار بار اعلان کیا کہ معجزات پرانے زمانے کی جاہل اقوام کو پیش کیئے جاتے تھے پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتے تھے۔ اب علم کی روشنی پھیل رہی ہے۔ تمہیں معجزات کی ضرورت نہیں۔ یہ قرآن ہی تمہارا معجزہ ہے اس کے حقائق قیامت تک معجزے دکھاتے رہیں گے مگر ہمارے مولوی سو سو معجزاتِ نبوی لکھ کر بیچ رہے ہیں اور گمراہی پھیلا رہے ہیں۔

وَمن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون

جو لوگ اللہ کے اُتارے ہوئے (قرآنی) احکام نہ مانیں وہ کافر ہیں۔

کرے غیر گر بُت کی پُوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خُدا کا تو کافر
جُھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خُدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں — ہُوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں — وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

تعصّب کہ ہے دشمنِ نوعِ انساں — بھرے گھر کئے سیکڑوں جس نے ویراں
ہُوئی بزمِ نمرود جس سے پریشاں — کیا جس نے فرعون کو نذرِ طوفاں

گیا جوش میں بُولہب جس کے کھویا
ابو جہل کا جس نے بیڑا ڈبویا